

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

وصال محبوب کے صبح و شام : مدینہ کی روح پرور بہاریں

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والدانے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا 'سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمد للہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۳-۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا 'پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر، اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئینہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں 'وسائل' انتہائی محدود اور سہولتیں عطا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا۔ ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [مولانا مسیح الحق]

۲۸ فروری جمعہ المبارک : حضرت مولانا ثیر محمد سندھی (۱) کے ہاں گیا، تحفہ میں پشاور سے آئی ہوئی بڑی چائے پیش کی، محبت سے قبول فرمائی اپنے نسخہ زبدۃ المناسک کی تصحیح ان کے مسودات اور انکے نسخہ سے کی، مولانا نے اپنے

(۱) مولانا ثیر محمد ابن سید محمد عارف شاہ گھوکی ضلع سکھر کے باشندہ تھے ۱۳۷۲ھ میں حرمین حاضر ہو کر وہیں کے ہوکر رہے انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے حج کے بارہ میں جامع ترین کتاب زبدۃ المناسک کو اپنی تحقیق و تخریج بحیثیت مسائل اور توضیح و تفسیر کا محور بنایا یہ کتاب اولاً قرۃ العینین کے نام سے موسوم تھی مولانا زندگی بھر مناسک حج و عمرہ کے مسائل کے بقول انکے کا تھے اور اپنے میں لگے رہے اپنے وقت کے اس ولی کامل نے دنیا کی نظروں سے اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ یہ کتاب ۱۳۸۱ھ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ نے اپنے ادارہ سے شائع کی اور لکھا کہ یہ کتاب مناسک میں سب سے زیادہ مستند اور معتد ہے اور جامع بھی 'اور اس سے زیادہ کوئی ایسی مستند کتاب نہیں۔ اس کراچی کے مطبوعہ نسخہ میں اغلاط تھیں جو میں نے مولانا سندھی کے نسخہ سے انکی موجودگی میں صحیح کروائیں اور غالباً ادارہ اشاعت کراچی نے اگلے ایڈیشن میں میرے نسخہ سے تصحیح کروائی مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ میں مولانا حج کے مسائل میں امام مانتا ہوں۔

ہاتھ سے بھی میرے نسخہ میں دو چار جگہ تصحیح کی اور کتاب کے پہلے خالی صفحہ پر دستخط بھی فرمائے۔ جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا کام غیر مکمل چھوڑ کر مسجد چلا آیا۔ شیخ عبدالعزیز بن صالح نے حسب معمول جمعہ کا خطبہ دیا، پچھلے جمعہ وہ موجود نہیں تھے بعد از نماز مولانا عبدالغفور عباسی مدظلہ کی دعوت پر مرغ رفقاء ان کے مکان گئے، کھانے سے قبل اور بعد میں ایک عجیب عارفانہ روحانی اور معلوماتی مجلس رہی، مولانا نے اپنے بعض اسفار حج، تعلق مع اللہ اور تصوف و سلوک پر روشنی ڈالی

مولانا حسن شاہ مہاجر کی: مولانا حسن شاہ مہاجر کی مرحوم (۱) کے حالات سنائے۔ کتاب غنیۃ الناسک دکھائی اور اسکے ٹائٹل کو پڑھا ان سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں دو دفعہ انکا سلام مدینہ طیبہ لا کر مواجہہ شریف میں پیش کر چکا ہوں، آخری سلام بھیجنے کے بعد انکا جلد انتقال ہو گیا، میں نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے بارہ میں ان سے پوچھا تو فرمایا: بحرم رسیدہ خواہد الخ اور رونے لگے تھے پھر انکے احوال مناقب اور فضائل بیان کئے مولانا سیف الرحمان فتح پوری: مولانا نے اس مجلس میں مولانا سیف الرحمن فتح پوری مرحوم (۲) کے مجاہدانہ کارناموں اور انکے تبلیغی انہماک کا ذکر کیا، انہوں نے مسجد کے قالین پر تصویروں کے بارہ میں وقت کے حاکم کو عجیب انداز میں تبلیغ کی تھی۔ عرفات میں نماز ظہر کے بارہ میں ائمہ وقت کی اقتداء شاہی مہمان خانہ میں شاہی چھڑکاؤ کا مجدد بانہ نعرہ اور مولانا کے دوسرے اثر انگیز حالات بیان کئے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مدینہ آمد: مولانا نے فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ دو دفعہ یہاں آئے، میں نے استنبول کا ایک تولیہ ان کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انکے صاحبزادے مولانا انور (۳) نے بتلایا کہ ہم نے تذکار الک (تمہاری یاد کی نشانی) کے طور پر اسے دیوار پر لٹکا دیا ہے۔ مجلس میں بار بار حضرت والد ماجد کا بھی ذکر کرتے رہے اور فرماتے کہ مولانا تو میرے محبوب ہیں۔ میں ہر جگہ انکے مدرسہ کا ذکر کرتا ہوں۔ عصر سے قبل یہ مجلس درخواست ہوئی۔ بین المغربین میں قدرے سو گیا۔ طبیعت میں سخت گراں باری تھی، بعد از مغرب حضرت والد ماجد وغیرہ کو خطوط لکھے۔

یکم مارچ یوم السبت: صبح جامعہ اسلامیہ گیا، جامعہ میں لاہور پنجاب کے ایک مجدد کا آیا ہوا خط دیکھا جو حضور اقدس ﷺ کے نام لکھا گیا تھا، اور اس میں چار امانتوں کا ذکر تھا۔ پانچ بجے عربی تا ئم تک کچھ خطوط لکھے۔ پانچ بجے شیخ البانی کی شرح مصطلح الحدیث کے درس میں شرکت کی۔ دوپہر جامعہ سے واپس ہوئے بعد از عصر عبداللہ کا کاخیل

(۱) مولانا مرحوم حضرت مولانا گنگوہی کے اجلہ تلامذہ میں سے ہیں اور مناسک حج سے متعلق غنیۃ الناسک کے مصنف ہیں۔

(۲) تحریک ریشمی رومال اور آزادی ہند کے عظیم مجاہد مولانا عبید اللہ سندھی کے رفیق کار شیخ الہند کے سپاہی، افغانستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

(۳) جانشین شیخ انصاری مولانا عبید اللہ انورؒ

کے ایک شامی دوست طالب علم کی عیادت کرنے مستثنیٰ الملک (شاہی ہاسٹل) گئے۔ علاج معالجہ مفت اور انتظام بظاہر بہت بہتر تھا۔

ترکی عہد کار یلوے اسٹیشن: وہاں سے باب العنبر یہ گئے مدینہ منورہ کے قدیم ترکی عہد کار یلوے اسٹیشن دیکھا ڈبے اور انجن مرے ہوئے بھینسوں کی طرح جگہ جگہ لٹے پڑے تھے اور پٹری ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ خلافت کے دور اور انگریزوں کی ریشہ دوانیوں اور خلافت کے خلاف سازشوں کا نقشہ آسنے آتا رہا اور بے حد افسوس اور دکھ ہوتا رہا۔

تلک الایام لنداولہا بین الناس .

باب العنبر یہ سے مدینہ آتے ہوئے راستہ میں ترکی وضع کی قدیم بڑی بڑی بوسیدہ عمارتیں دیکھیں جس میں حکومت کے مختلف شعبے کام کرتے ہیں۔ باب العنبر یہ کی کازینو الطیبہ کے کھلے اور شاندار پارک میں کچھ دیر بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے رہے۔

مسجد سقیا: یہاں مسجد سقیا (۱) بھی دیکھی کراہۃ وقت کی وجہ سے نفل نماز تو نہ پڑھ سکے مگر مسجد کے اندر داخل ہو کر دعا مانگی یہ مضبوط اور بڑے بڑے پتھروں کی باوقار عمارت ہے۔

عیسائی انجینئر کی خباثت: عبداللہ کا خلیل صاحب نے اپنے استاذ شیخ عطیہ (۲) کے حوالہ سے یہ افسوسناک واقعہ سنایا کہ تعمیر مسجد کے عیسائی انجینئر نے اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی دیواروں میں جگہ جگہ چٹائی میں صلیب چھپا کر رکھ دیا تھا۔ شام کو نماز مغرب مسجد نبوی میں آ کر پڑھی۔

۰۲ مارچ اتوار :

صبح جامعہ گئے۔ صرف شیخ البانی کے درس سبیل السلام میں شرکت کی بدعت کے موضوع پر البانی صاحب کا لیکچر سنا اور اس کے نوٹس اپنی کاپی میں لئے پھر ساتھیوں کے کمرہ میں دیوان الانشاء کا مطالعہ کرتا رہا ایک نیپالی دوست سے مقالات کوثری کا نسخہ مطالعہ کے لئے ملا۔

علامہ زابد کوثری: میں عرصہ سے شیخ کوثری کے بعض مضامین اور کتابیں پڑھنے کا مشتاق تھا۔ مولانا بنوری اور مولانا فاضل محمد برادر محمد عبداللہ سے اور ایک دو کتابوں میں بھی کوثری صاحب کے حالات اور واقعات سنئے تھے اور متاثر

(۱) دادی حقیق کے راستہ میں واقع اس کنویں پر بدرجاتے ہوئے حضور ﷺ نے قیام فرمایا تھا اور نماز بھی ادا فرمائی ایک دفعہ حضرت علیؓ کے مطابق تو یہاں پہنچ کر حضور ﷺ نے پانی طلب کر کے وضو فرمایا اور حرم مکہ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی دعائے برکت کی طرح اہل مدینہ کے لئے اس سے دُعا کی دعا مانگی۔ یہاں غزیرہ ریلوے اسٹیشن کے اندر قہر الرؤس کے نام سے ایک قہر ہے علامہ سمعدی نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد اسے دریافت کیا اور زمین میں مدفون بنیادوں کو پالیا اور انہی بنیادوں پر بعد میں اس کی تعمیر ہوئی (تاریخ مدینہ و قواء الوفاء) (۲) شیخ محمد عطیہ سالم مصری جامعہ کے سرکردہ اساتذہ میں سے تھے انہوں نے اپنے شیخ اور استاذ محمد امین الشافعی کی تفسیر

ہوا تھا، گواہی پڑھنے کا موقع نہیں ملا مگر مذہبی چٹنگی اور حنفیہ کی حمایت میں کوثری صاحب کے بحر اور تجلید کا عقیدت مند ہوں، آج سے بہت پہلے طالب علمی میں علامہ کی امام ابوحنیفہ کی حمایت میں خطیب بغدادی کی رد میں تانیب الخطیب کا نسخہ بڑے اشتیاق سے کسی سے حاصل کیا تھا۔ گویا وہ سمجھ نہیں آئی مگر اس کی عبارتوں سے محفوظ ہوا تھا۔

ایک لبنانی دوست کی نظر میں ترجیح حنفیت کے وجوہ: بعد از عصر ہماری رہائش گاہ پر لبنانی طالب علم فاروق صاحب تشریف لائے۔ طرابلس کے رہنے والے عجیب لطائف و غرائب کے آدمی ہیں۔ انتھک محنتی اور نہایت لاابالی قسم کے انسان، پہلے غیر مقلد تھے، مگر ماحول زیادہ تر حنفیت کا ملا، متاثر ہو کر حنفیت اختیار کی۔ میں نے وجہ ترجیح پوچھی تو کہا کہ ایک تو حنفیت کو عملی طور پر صدیوں خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ میں ترویج اور تطبیق کا موقع ملا، دوسرا یہ کہ اس کا مدون و مرتب یا مؤسس کوئی فرد واحد نہیں بلکہ ایک مشاورتی جماعتی اور پارلیمنٹ تھا۔ مشوروں سے کام ہوا، جبکہ دوسرے مذاہب کا اساس ایک شخص اور اس کی ذات ہے۔ مغرب سے کچھ قبل حضرت مولانا کے ہاں جا کر مجلس میں شرکت کی۔ حضرت والد ماجد اور مولانا سلطان محمود ناظم صاحب کا سلام پیش کیا ہے، بے حد خوش ہوئے اور بار بار سلام بالوف الکرام کی تاکید کرتے رہے۔

والد ماجد کا اولاد سے متواضعانہ انداز مخاطب: کل والد ماجد کا خط بعد از شام برادر حسن جان صاحب نے ڈاکخانہ سے لا کر دیا تھا۔ محبت شفقت اصغر نوازی بلکہ ذرہ نوازی دعاؤں محبتوں اور شفقتوں نصائح سے بھر پور خط تھا۔ کسی والد (۱) نے اولاد اور بچوں کو خط میں اتنا متواضعانہ انداز اختیار نہیں کیا ہوگا، یہ انکی انسانی عظمت و بلندی کی ایک شاہکار نشانی ہے۔ خط اور حضرت کی توجہات سے طبیعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا اور الحمد للہ کہ آنکھوں نے پوری سخاوت سے کام لیا، اور حضور اقدس علیہ الف الف صلوة و تحیۃ کے مواجہہ شریف میں خطوط پڑھ کر سنائے۔ خدا کرے قبول ہوں۔

۰۳ مارچ ۱۳۹۷ھ

علی الصباح جامعہ کی بس میں جا کر جبل سلع کے قریب مساجد خمسہ کی راہ میں اترا۔ اور احد کی جانب بستی کی مسجد نصر میں نماز دو گانہ پڑھی۔ مسجد نصر کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔ نئی طرز کی خوبصورت مسجد ہے، مسجد سے پوچھتے پوچھتے احد کی جانب کھیتوں اور ریختی زمین پر سیدنا حمزہؓ گیا۔

مشہد احد اور مردغیب سے دوبارہ ملاقات: یہاں کیا دیکھا کہ مسجد فتح میں جو بزرگ ملے تھے، وہ اتفاقاً یا مقدر سے پیچھے سے چلے آ رہے ہیں، ملے تو مصافحہ کیا پھر اس کا وہی بات بات پر دونا اور ترپنا بہت سستا سا کر چل رہے تھے

(۱) یہ خط اور دیگر خطوط اس سفرنامہ کے سلسلہ مکاتیب میں پہلی قسط میں چھپ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عید کے بعد سلسل روزہ سے ہیں صرف پانی پر گزارا کرتے ہیں۔ میری خوش بختی تھی کہ اسکے ساتھ مشہد حضرت حمزہؓ و مصعب بن عمیر اور دیگر شہداء کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ میں نے اس بزرگ سے دعا کی درخواست کی اس نے مجھے دارالعلوم اور والدین کے لئے بار بار دعائیں دیں اور آئندہ بھی دعائیں یاد رکھنے کا وعدہ کیا۔ اس کی یہاں آمد اور ملاقات میں نے خیر و برکت کی بشارت سمجھی اس کی للہبیت، سوز و گداز، تڑپ اور عشق و بکاء اور توکل قابل رشک تھی۔ اس نے کہا کہ کسی غیر سے لے لوں تو کہاں رہوں گا میرا مالک میرا نگہبان ہے۔۔۔ وہ بھوک کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتا تھا۔ اس کے سر کے بال سفیدی سے چمک رہے تھے۔ پانی کی ایک بوتل اور بغل میں ایک گھٹوئی اس کے ساتھ تھی۔ وہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ کی سنت فقر اور بھوک کی وجہ سے خدا نے مجھے یہ موقع دیا ورنہ یہ سعادت کہاں ملتی۔ حضور ﷺ نے خندق میں کھود کھود کر مشقتیں اٹھائیں، آج ہم سارا دن سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اس کی سوز و گداز اور شفقت کی باتیں نہیں بھولتی ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے سید الشہداء کا مقام شہادت دکھلایا اور وہاں سے جبل احد میں غزوہ احد میں حضور اقدس ﷺ کے بیٹھنے کے شگاف کی نشاندہی کی، میں نے جاتے وقت کچھ ریال پیش کئے۔ مگر انہوں نے اسی مسجد فتح والی ناگواری اور خفگی کا اظہار کیا اور قبول کرنے سے معذرت کی کہ میرا اللہ جو چاہے کرے میں بندوں سے کبھی نہیں لوں گا۔ وہاں سے پولیس کی نظروں سے بچتے بچاتے جبل احد کی گھاٹی میں وادی قناتہ کی طرف داخل ہوا اور شرقی کنارہ کے ساتھ ساتھ گھاٹی کے اندر ایک شکستہ کھلی مسجد میں نماز پڑھی۔

حضور ﷺ کے زخمی حالت میں آرام والا غار نما شگاف: پھر وہاں سے پہاڑ پر چڑھا اور حضور اقدس ﷺ کی زخمی حالت میں بیٹھنے کی جگہ دیکھی، جو ایک غار نما شگاف کی شکل میں تھی۔ حضور ﷺ کو مرہم پٹی کے بعد یہاں آرام کیلئے لایا گیا تھا، غار پر سفیدی کی ہوئی ہے، پولیس عموماً وہاں جانے سے روکتی ہے، مگر میں نے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں دیکھی اور الحمد للہ کہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ حمداً طیباً کثیراً... دور دور تک تنہائی کا عالم تھا، غار زمین کی سطح سے ۲۵-۳۰ قدم اونچا ہوگا، نماز پڑھنے اور لیٹنے کے برابر جگہ تھی، میں نے اس شگاف میں دو رکعت پڑھے، غار بالکل قبلہ رخ ہے، سامنے سیدنا حمزہؓ اور شہداء احد کے مزارات ہیں۔ جبل رماۃ اور پھر مدینہ کا پورا شہر اور مشرقی گوشے میں سید العالمین ﷺ کی مسجد اور گنبد خضراء صاف نظر آ رہی ہے۔

روح پرور مناظر: یہ کچھ عجیب منظر ہے۔ حضور ﷺ کی نشست کی جگہ ہے، گھاٹی احد کی ہے، سامنے احد کے مشاہد و مناظر ہیں اور حضور کے روضہ کا گنبد خضراء ہے، عمر بھر ایسا منظر کہیں اور نصیب نہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ یہ مناظر بار بار نصیب فرمائے اور اس مقدس منظر اور ماحول کی برکات سے نوازے۔ میں نے مناجات مقبول کی منزل۔ یوم الاثین۔ بھی اس مبارک غار میں پڑھی (اور یہ سطور بھی اس مبارک غار میں لکھ رہا ہوں) اللهم لا تدع لنا فی مقامنا هذا ذنباً الا غفرته ولا حاجة من حوائج الدنيا والآخرة الا قضيتها بانور النور یا عالم مافی الصدور ولا

تجعلنی بدعائک رب شقیبا جب جمیع دعواتی قبل ذلک وبعد ذلک واجعلنی خادماً للإسلام وداعياً الیک باذنک وناشراً لسنة رسولک عالمأبعلمک ونبیک یارب العالمین .
شرح نورالمقین فی سیرة سیدنا محمد سید المرسلین ساتھ ہے اس میں مقام احد کے حالات کا مطالعہ کر رہا ہوں احد سے پیدل روانہ ہو کر ظہر کی نماز پڑھنے مسجد نبوی پہنچا۔۔۔ مولانا حامد میاں کورات کے کھانے پر بلایا تھا وہ تشریف لائے اور گئے رات تک گفتگو رہی۔

۰۴ مارچ منگل :

صبح جامعہ گیا وہاں پہلے شیخ عبدالقادر حبیبہ الحمد کے درس اصول میں شرکت کی۔ پھر شیخ شہین قطبی کے درس تفسیر میں شریک ہوا۔ شیخ البانی کے اپنے پیروی میں نہ آنے کی وجہ سے شیخ عطیہ سالم کا لیکچر دوبارہ حج سنا جامعہ سے واپسی پر مناخہ (بازار) میں شیخ البانی ملے اور دیکھ کر کر گئے اور مولانا عبداللہ صاحب اور مجھے اپنی کار میں مسجد نبوی لے آئے بعد از ظہر شیخ عباسی مدظلہ کی مجلس رشد و ہدایت اور مراقبہ میں شرکت کی۔
شیخ البانی کے مجلس اسبوعی میں:

بعد از عشاء میں اور کا کا خیل شیخ البانی کے مکان پر ان کی مجلس اسبوعی میں شرکت کرنے گئے جامعہ کے شیخ البناء اور بعض دوسرے حضرات بھی موجود تھے آج حدیث دع عنک امر العوام پر بحث ہو رہی تھی۔ شیخ البانی نے اس حدیث کے مختلف طرق بیان کئے اور اس کی تصحیح کی ایک دوسرے صاحب نے مولانا مودودی کے حوالہ سے درایت کو روایت پر ترجیح دینے کی رائے دی البانی صاحب نے روایت صحیح کے مقابلہ میں درایت کو راجح قرار دینے کے موقف کو غلط قرار دیا۔

اہم کتب اسماء الرجال: میں نے شیخ سے اسماء الرجال سے متعلق کتابوں کے بارہ میں پوچھا تو شیخ نے اپنے مشورے دیے اور چند کتابوں کی نشاندہی بھی فرمائی۔

(۱) الجرح والتعديل لابن ابی حاتم الرازی۔ مع المقدمة فی مجلد

(۲) تعقیل المنفعة لابن حجر العسقلانی (۳) میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی

(۴) الرجال والعلل لابن معین مخطوطہ بقلم ضیاء الدین المقدسی کا خاص طور پر تعارف کرایا اور کہا

مخطوطہ ضیاء الدین: کہ یہ آخری کتاب دمشق کے ظاہریہ کتب خانہ میں موجود ہے یہ کتاب دو جہ سے بیش قیمت ہے ایک تو ابن معین کے امام حدیث ہونے کی وجہ سے دوسرے بخط ضیاء الدین ہونے کی وجہ سے جو ہمارے نزدیک معروف فی الحدیث ہیں۔ بلا دشام میں ان کے نام کا ”مدرسہ ضیاء“ ہے جو شیخ جزائری کے عہد میں مکتبہ الجزائر سے ملحق ہوا۔ کتاب جلد واحد میں ہے اور میں اس کی اشاعت کے بارہ میں گفتگو کرتا رہا ہوں

قبر پر اطراف سورۃ بقرہ کی تلاوت: میرے ایک سوال پر شیخ البانی نے اپنی زیر ترتیب مسودہ کتاب الجنازہ سے ابن عمر کے اس اثر کو ضعیف قرار دیا۔ جس سے قبر کے دونوں طرف اوائل وعواقب سورۃ بقرہ کی تلاوت کا ثبوت ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ روایت جس قسم کا موقوف ہے اس سے ثبوت نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ عمل بدعت ہے انہوں نے اپنے اجتہادات کی روشنی میں کتاب کی تبویب کی ہے مگر ان کے نزدیک ابن عباس کے ایک اثر کی وجہ سے فاتحہ فی صلوة الجنازہ ضروری ہے اور اس پر ایک الگ باب قائم کیا ہے کافی دیر بعد رخصت ہوئے۔

۵۵/مارچ جمعرات: برادر محمد عبداللہ کے ساتھ جامعہ گیارہ مولوی لطف اللہ عباسی کیساتھ ان کی کلاس درس اصول میں شرکت کی بعد از عصر برادر محمد عبداللہ کے ساتھ ذوالحلیفہ کے سمت میں بیر عردہ پیدل گئے اور مغرب کو واپس ہوئے۔

۵۶/مارچ جمعۃ المبارک: نمزکافی سے چند مزید کتابیں منہاج العابدین وغیرہ خریدیں نماز جمعہ کے بعد رفقہ گرامی حسن جان صاحب عبدالرزاق سکندر وغیرہ مکان پر آئے۔

مولانا فقیر محمد تھانوی: صبح حضرت مولانا فقیر محمد تھانوی (بکائی) بھی تشریف لائے کافی دیر بہت پر لطف مجلس رہی۔ (عصر کی نماز میں الحمد للہ چالیس دن کی سنت ترحیب پوری ہوئی) بعد از نماز عشاء مولانا فقیر محمد تھانوی کے ساتھ مجلس رہی حضرت تھانوی اور تصوف وغیرہ امور پر گفتگو رہی۔

۵۷/مارچ ہفتہ:

مسجد غمامہ: قباء جانے کی وجہ سے جامعہ نہ جاسکا، مولانا بنوری مدظلہ مولانا خیر الامان (۱) وغیرہ کو خطوط لکھے۔ قباء سے واپسی میں مسجد غمامہ (۲) میں دو گانہ نفل پڑھے۔

۵۸/مارچ اتوار: صبح جامعہ گئے، مگر درس میں شرکت نہیں کی کمرے میں شرح عقیدہ طحاویہ (مطبوعہ جامعہ) کا مطالعہ کرتا رہا، رفقہ کی دعوت میں شرکت کی اور ظہر کی نماز جامعہ میں پڑھی۔

اشتراکیت پر یحییٰ طالب علم کا مقالہ: بعد از نماز ایک یحییٰ طالب علم نے عربی میں ایک مختصر تقریر کی اور پھر ایک مقالہ پڑھا جس میں مارکسزم، اشتراکیت اور سرمایہ داری کے خلاف طلبہ جامعہ اور مسلمانوں کو اس کی ممانعت کیلئے متحد ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ انداز بیان وارفتگی کا تھا اس کے بعد رئیس الجامعہ شیخ عبداللہ بن باز نے مختصر الفاظ میں اس

(۱) دارالعلوم میں سالہا سال میرے رفیق درس، مخلص اور محب صادق مولانا خیر الامان فاضل حقانیہ، منگور ضلع سوات کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اعلیٰ استعداد اور صلاحیتوں کے مالک، تقویٰ اور تدبیر میں ممتاز۔ عمر نے وفانہ کی اللہ تعالیٰ اعلیٰ مقامات قرب پر فائز فرمادے (س) (۲) حضور ﷺ نے ۲ھ میں مدینہ آمد کے بعد اس میں پہلی دفعہ نماز عید ادا فرمائی۔ مسجد نبوی کے باب السلام نے تقریباً ایک ہزار گز پر واقع یہ نہایت مضبوط پتھروں سے بنی مسجد ہے منبر پر آیت لکھی ہے۔ انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم طرز تعمیر سے بھی اندازہ ہوگا کہ ترک سلاطین ہی سے سلطان سلیمان نے اس کی تعمیر کی ہے اس مقام پر آپ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ ادا فرمائی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد کعبہ کا نمونہ ہے۔

پر تبصرہ کر کے اس کی تائید و تحسین کی۔

بیر عثمان: عصر کے بعد جامعہ کی بس میں بیر عثمان (۱) آ کر اترے شاعر اسیر گاہ پھول پودے مرغیوں اور مرغابیوں، بٹخ اور خرگوش سے آراستہ۔ پر لطف ماحول ہے اور ذرا لمحہ عثمان کہلاتا ہے۔ چنبیلی کی مہک سے دماغ کو تازگی ملی یہ حضرت عثمان کا فیض اور صدقہ جاریہ ہے وہاں سے پیدل جبل سلع کے دامن میں چلتے ہوئے واپس ہوئے اور شام کی نماز مسجد نبویؐ میں نصیب ہوئی۔ باب عمر سے باہر صفوں میں جگہ ملی۔

شیخ بن باز کا درس اور نیشاں حافظہ: بعد از شام شیخ عبدالعزیز بن باز کا مسجد نبویؐ میں درس ہوتا ہے۔ آج ہم بھی شریک ہوئے۔ کتاب التوحید کی شرح فتح المجید کی عبارت ایک طالب علم پڑھتا اور شیخ تشریح کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپید ہونے کی تلافی ان کے عجیب حافظہ سے کر دی ہے۔ عبارت میں طالب علم نے سند میں ہشام کو ہاشم سے تبدیل کر دیا تو شیخ نے فوراً تصحیح کر دی پھر روایت کو معہ سند و متن بلفظہ بیان کیا۔ زیر درس مضمون کو میں نے مختصر اپنی کاپی میں محفوظ کر دیا۔ درس کے بعد میں نے مصافحہ کیا۔ شیخ بڑی محبت اور اخلاق سے ملے بے حد متواضع اور بے تکلف اور سادہ قسم کے لوگ ہیں۔

مولانا حامد میاں کی گفتگو: بعد از عشاء کافی دیر تک مولانا حامد میاں صاحب کے ساتھ اساتذہ جامعہ اور البانی صاحب کے بارہ میں گفتگو رہی۔

۰۹ مارچ پیر: تھکاؤ اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے دوپہر تک مکان پر آرام کیا عبد اللہ صاحب بھی بوجہ علالت جامعہ نہ جاسکے۔ بعد از ظہر تا عصر مسجد نبویؐ میں رہے بعد از عصر مولانا عباسی کی مجلس میں جانا ہوا۔ ان کے بعض ارشادات بالخصوص شیخ خالد رومی کے بارہ میں ان کے ملفوظات نوٹ کئے۔

۱۰ مارچ منگل:

المدرستہ الشرعیۃ: حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بھائی مولانا سید احمد صاحب مہاجر مدینہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ شرعیہ گئے کتب خانہ کے ناظم اور حضرت مولانا انعام کریم صاحب سے ملے۔ بوجہ تعارف انہوں نے مدرسہ کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مدرسہ کی علمی اور تدریسی سرگرمیوں کے خاتمہ پر مولانا بے حد نالاں تھے کہ یہ صرف ایک سکول رہ گیا ہے آمدنی میں بے احتیاطی اور ہندوستانوں کی بجائے اسے سوڈانوں کو کرایہ پر دینے وغیرہ کے شاک کی سیاست میں انہماک کی وجہ سے منتظمین کی بے توجہی پر دکھ کا اظہار کرتے رہے۔

(۱) اس کا نام پیر رومہ بھی ہے مدینہ کے شمال مغرب میں مسجد قبلین کے قریب واقع ہے اس کا پانی شیرین تھا مگر یہودی مالک مسلمانوں کو روکتا تھا خصوصاً علیہ السلام نے اس کو خرید کر وقف کرنے والے کیلئے مغفرت کی بشارت دی حضرت عثمان ہزاروں درہم میں اسے خرید کر وقف کر کے بشارت نبویؐ کے مصداق بنے منہدم ہونے پر ۵۰ھ میں قاضی شہاب الدین احمد نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی۔

تبرکات اور مکتوبات اکابر: مولانا نے بعض تبرکات بھی دکھائے جن میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی کے خطوط تھے اور میری خواہش پر نقل کرنے مجھے دیئے۔ (جسے میں نے بعد میں اپنی کاپی تذکار الحرمین میں نقل کیا) انہوں نے روضہ مطہرہ کے خلاف کا ایک ٹکڑا بھی دکھایا جو پچاس ساٹھ سال قبل ایک قلمی کتاب میں انہیں ملا تھا۔ ہم نے اسے چوما آنکھوں سے لگایا۔

شاعر اکتب خانہ: مدرسہ کاشانہ اکتب خانہ معطل پڑا ہے جسے بڑی محنتوں اور شوق سے حضرات اکابر نے جمع کیا تھا۔ بعض نسخے جو غنیمت بھیجے گئے ہیں۔ مولانا سید اصغر حسین صاحب، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے دستخطوں سے مزین تھے۔ فیض الباری شرح بخاری میں ج ۱ صفحہ نمبر ۱۷ پر محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ذکر پر ایک لطیفہ سنا کر تاکید کی کہ اسے مولانا عزیر گل صاحب کو سنا دیجئے۔ فرمایا شیخ شعیبی پہلے یہاں استاد تھے مولانا بدر عالم وغیرہ استفادہ کیلئے آتے تھے کتب خانہ دیکھ کر لطف آیا اور ارادہ کیا کہ انشاء اللہ فارغ اوقات میں اس سے استفادہ کیا جائیگا۔ مالٹا سے شیخ الہند کے خطوط: مولانا انعام کریم صاحب نے فرمایا کہ مالٹا سے حضرت شیخ الہند کے لکھے ہوئے

۱۷-۱۸ خطوط ایک با اعتماد شخص اٹھالے گئے۔ اور ابھی تک واپس نہ بھیجے۔ پھر معلوم ہوا کہ مولانا محمد میاں صاحب دہلوی کے پاس ہیں جس سے اطمینان ہوا۔ موجودہ خطوط جن کا ذکر ہوا کا اصل کراچی کے نور محمد بٹ صاحب مدنی شخص کے پاس ہیں۔ کبھی موقع ملا تو وہاں دیکھ لیجئے۔ بعد از صلوٰۃ ظہر میں نے حاجی امداد اللہ صاحب جرجی کے خطوط نقل کئے اور بعد از عصر بیر عروہ بن زبیر گئے جو ایک اچھی تفریح گاہ ہے۔ مغرب کو مسجد واپس ہوئے بعد از عشاء حضرت مولانا فقیر محمد صاحب غریب خانہ کھانے پر آئے۔ دیر تک باتیں رہیں۔ مولانا نے اپنے خلافت ملنے کے خطوط کا قصہ بیان کیا اور نوشہرہ کے جناب قاضی عبدالسلام کے بارہ میں حضرت تھانوی کی رائے کا اظہار کیا۔

۱۱ مارچ بدھ:

صبح جامعہ گیا ابتدائی دو گھنٹوں میں حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی کے تین عدد عکسی خطوط نقل کئے اور یہ دو چار دنوں کی ڈائری لکھی اور آخری دو گھنٹوں میں شیخ شعیبی کے درس تفسیر اور عبدالقادر رشید الحمد کے درس سیرۃ میں شریک ہوا۔ شیخ عبدالرحمن جو سری کا خطاب: آخری گھنٹہ میں جامعہ کے قاعدہ المحاضرات (لیکچر ہال) میں کویت کے شیخ عبدالرحمن محمد جو سری نے طلبہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ ایمان اور تقویٰ پر ایک موثر تقریر کی، شیخ بن باز اور شیخ عطیہ نے اس پر مختصر اطلاق کیا۔

۱۲ مارچ جمعرات:

مولانا عباسی اور مولانا بدر عالم کی مجلسیں: حضرت مولانا عبدالغفور عباسی سے ملا۔ تنہائی میں تھے میں نے لکھے ہوئے ملفوظات سنائے، انہوں نے حضرت والد صاحب کے نام خط اطاء کرایا، کچھ دیر بیٹھ کر حضرت مولانا بدر عالم کے

ہاں گیا۔ سوا گھنٹہ تک خصوصی توجہ اور خطاب سے نوازا، مفید نصائح اور ہدایات دیئے، فرمایا کہ جو جوانی کا ہر لمحہ دین اور علم کیلئے صرف کر دو۔ دوسروں کی تنقید اور ماحول کی ناسازگاری کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے، خود قدم اٹھاتے جائیں لوگ قدر دانی کیلئے اٹھیں گے۔ اس ضمن میں اپنی دو نئی تصانیف کی اشاعت اور بطور مثال اس بستر مرگ پر دین کیلئے مساعی کا ذکر کرتے رہے۔ جناب فرید الدین انصاری خدمت کیلئے کھڑے رہے۔ پھر کافی دیر عربی میں گفتگو چھیڑی رہی۔ عربی ٹائم کے سوا پانچ بجے ان سے رخصت لے کر واپس ہوا۔ جامعہ کے مرحلہ کے ساتھ خبر جانے کا پروگرام ملتوی ہوا۔

۱۳ مارچ جمعہ ۳۰ شوال :

خطبہ جمعہ: جمعہ کی نماز میں خطیب نے حدیث من غشنا فلیس منا پر موزوں اور مناسب خطبہ دیا۔ کافی دیر قبل جانے کے باوجود حجاج کی کثرت کی وجہ سے مسجد بھر چکی تھی۔ رات کو زکام اور بخار کی شکایت رہی جس کی وجہ سے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جاسکی۔ حضرت والد صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب، قاضی انوار الدین، ناظم صاحب حاجی الطاف حسین وغیرہ کو خطوط لکھے۔

۱۴ مارچ ہفتہ : مولانا سید انعام کریم صاحب کے ساتھ مدرسۃ الشریعہ میں پر لطف محفل رہی۔

۱۵ مارچ اتوار :

مسجد قبا گیا واپسی پر مسجد سیدنا ابوبکر الصدیق میں دو گانہ پڑھی۔ بعد از عصر مولانا بدر عالم کی مجلس میں شرکت رہی۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کے ذکر پر مولانا عبدالقادر دہلوی کے افادات سنائے جا رہے تھے۔ مولانا نے کم ٹاپ تول پر تقریر کی اس سے قبل مولانا سید محمود دینی صاحب بھی مجلس میں آئے تھے ان کی مجلس میں شرکت ہوئی۔

۱۷ مارچ منگل ۳ رذیہ قعدہ :

اپنے دوست سر بازی صاحب سے عارضی طور پر کرایہ پر لئے گئے مکان سے حضرت مولانا عباسی کے مکان منتقل ہوئے، بعد از عصر حضرت مولانا کی مجلس میں شرکت کی، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب تھانوی سے حضرت تھانوی کے مواضع کی کتاب ملی تھی، اس میں وعظ۔ الاستغفار۔ اور وعظ مظاہر الاحوال کا مطالعہ کرتا رہا۔

۱۸ مارچ بدھ ۵ رذیہ قعدہ : بحری سفر میں روزہ فوت ہوا تھا۔ قعدہ من ایام آخر کے بناء پر آج ادائے قضا کیا،

شام کو حضرت مولانا عباسی مدظلہ بھی ہمارے لئے مکان سے اترے اور ہمارے کھانے میں شریک ہوئے۔

ع شاہان چہ جب گربخوار نگدارا ہمارے رفقاء مدینہ میں خیبرابھنجی کے جناب حاجی گل حسن صاحب اور جناب حاجی گل شیر آفریدی اور انکے بڑے بھائی کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ جو بہت ٹھنکے اور قد روان ہیں۔

۲۰ مارچ جمعہ :

جمعہ کو بھی قضاء میام ہوا۔ نماز جمعہ تیسرے امام نے پڑھائی، خطبہ لکھا ہوا پڑھا، پہلے جیسا الحلف نہیں آیا، بعد از

عصرِ جہۃ البقیع گئے بعد از عشاء عبداللہ کا کاخیل وغیرہ احباب کیساتھ جامعہ گئے اور ملک اللیل کے بعد وادی عقیق کی کھلی فضا اور چاندنی رات میں دیر تک احباب کی پر لطف محفل رہی (۱)۔ عجیب پر نور ماحول تھا رات جامعہ میں گزاری۔

۲۱ / مارچ ہفتہ:

وادی عقیق کی چاندنی رات اور شاہ فیصل کا انقلاب: ہر احباب کی خواہش اور دعوت پر جامعہ میں شہرے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں جامع مسجد جامعہ میں پڑھیں، شام کو وادی عقیق سے ہوتے ہوئے شام و حجاز ریلوے لائن پر چلتے چلتے مدینہ واپس ہوئے۔ بڑی جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

ترکی کے زوال کی عبرت ناک نشانیاں: بڑی پر جگہ جگہ سلطان عبدالحمید خان کا نام کندہ ہے اور ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۷ء اور بعض جگہ ۱۹۰۱ء کا سن کندہ ہے۔ عجیب عبرت ناک منظر ہے۔ ترکوں کی شوکت و عظمت اور پھر زوال کا دور آنکھوں میں گھوم رہا ہے۔ لاریب کہ ولسک الایام ندواولھا بہن الناس کی واضح مثال ہے۔ راستہ میں بڑی کے دائیں جانب قدیم عمارات کے کھنڈرات اور اجڑے کنوئیں دعوتِ عبرت دے رہے ہیں۔ اسی راہ میں جناب سید محمود مدنی کے باغات اور فارم بھی دیکھے۔ حۃ ام ہانی کے بائیں طرف ایک باغ میں وضو کیا، مشین تیل سے چل رہی تھی۔ جبلِ سلع میں غزوہ احزاب والا غار: وہاں سے جبلِ سلع کے اس غار کو دیکھنے آئے جس میں غزوہ احزاب کے دوران حضور ﷺ رات کو قیام فرماتے تھے۔ اس پر ترکوں کی گند نما عمارت بنی ہوئی ہے جواب بوسیدہ ہو چکی ہے۔ دیر تک اس میں ہم چاروں دوست برادرِ حسن جان، عبداللہ کا کاخیل، سعید الرحمن، بیٹھے رہے دعائیں کیں۔ اور بطور یادگار دیواروں پر چاروں کے نام لکھے گئے وہاں سے بڑی ہوتے ہوئے حۃ غریبہ کے قریب مدینہ کے ریلوے اسٹیشن کے راستہ میں کچی ہموار زمین پر جماعت سے مغرب کی نماز پڑھی۔ اور بابِ غزیرہ کے لان میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مسجد نبوی ﷺ حاضر ہوئے۔

۲۲ / مارچ اتوار:

سفر شام و اردن کی خواہش: صبح مدرسۃ الشریعہ جانا ہوا کہ شام و اردن (۲) کے بارہ میں معلوماتی کتاب نکال لاؤں

(۱) غالباً اسی رات یا اس سے ایک آدھ دن آگے پیچھے محفل یاراس جمعی تھی کہ ریڈیو نے سعودی حکمران شاہ سعود کی معزولی اور مرحوم شاہ فیصل کے اقتدار سنبھالنے کا اعلان کیا، شاہ فیصل اس انقلاب سے پہلے روشن خیال اور ترقی پسند سمجھے جاتے تھے اس اعلان سے جامعہ کے کئی ساتھیوں میں بجا طور پر اضطراب پھیل گیا کہ نئے حکمران شاید نو زائیدہ جامعہ اسلامیہ کی بساط ہی لپیٹ دیں مگر قدرت نے اسی شاہ فیصل کو بے بس و بے سہارا امت کی امیدوں کا مرکز بنا دیا اور وہ امت کے تنِ مردہ میں نئے روح پھونکنے میں لگے رہے اور رائے اندازِ امن الاسلامی کہلائے۔ (۲) اس سفر میں یہ خواہش رہی کہ حج سے فراغت کے بعد واپسی میں شام و اردن کا مطالعاتی سفر کروں مگر اردن کے علاوہ فلسطین اور شام (سوریہ) جو ہماری علمی تاریخ اور فتوحات اسلام کا اولین مرکز ہے جس کے دارالافتاء و مفتی کے علم و فضل کے بارہ میں مورخ ابنِ عساکر نے صدیوں قبل تقریباً اسی جلدوں میں ایک ذخیرہ مرتب کیا جہاں کا حطب و حصص صحابہ کرام کی آماجگاہ ہے، مگر اب تک یہ خواہش شرمندہ تعبیر نہیں کی دل اللہ محدث بعد ذلک امر

وہاں سے نمزکانی صاحب کے کتب خانے آیا وہاں ایک صاحب کے ہاں مودودی صاحب کا سفرنامہ ارض القرآن دیکھا۔ اردن وغیرہ کے متعلق بعض معلومات اس سے نوٹ کئے۔

مولانا بدر عالم کی مجلس اور سند حدیث کی طلب: وہاں سے مولانا بدر عالم کی مجلس میں گیا، مولانا اپنی نظم کی تصحیح ایک اردو دان مہمان سے کر رہے تھے، میری طرف متوجہ ہو کر عربی میں دیر تک گفتگو کی۔ مولانا کا اس ضعف و نقاہت میں وسعت اخلاق اصغر نوازی واقعی عجیب ہے۔ مولانا نے اردو شعر و شاعری کے بارہ میں اپنی دلچسپیوں کا ذکر کیا۔ جاتے وقت میں نے ایک بار پھر صحاح ستہ کی سند تہہ کا لینے کی خواہش ظاہر کی۔ فرمایا شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب آ رہے ہیں، ان سے لیجئے یہاں عرب میں اس کا رواج ہے، بڑے بڑے لوگ مثلاً فعلیہ الشیخ علوی مالکی وغیرہ آتے ہیں، میں حتی الوسع انکار کرتا ہوں، میں نے کہا کہ حضرت مجھے یہاں صاحب السنۃ کے شہرہ ینہ میں حدیث کی نسبت قائم کرنے کا شوق ہے، فرمایا اچھا پھر کسی وقت ارادہ کر لیں تو اجازت دے دوں گا۔

مسئلہ توسل: بعد از عصر حضرت مولانا عباسی صاحب کے ساتھ مسجد سے واپسی پر راہ چلتے ہوئے توسل پر بات ہوئی میں نے توسل کے بارہ میں اپنے علاقہ کے بعض تشدد دین اور مفرطین کے رویے کا ذکر کیا، مولانا نے گھر کے راستہ میں اور پھر گھر میں توسل کے جواز پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

۲۳ مارچ پیر:

شیخ فرغانی شیخ طرازی اور بخاری مہاجرینہ کی رونق تھے: بعد از ظہر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی کی معیت میں یہاں کے مہاجر بخاری شیخ، ترکی عالم شیخ حامد نمزکانی فرغانی کی دعوت پر ان کے گھر گئے۔ شیخ نمزکانی نے سہارنپور اور دیوبند سے استفادہ کیا ہے، وہ سہارنپور میں ہمارے رفیق قاری سعید الرحمن صاحب کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمن کالمپوری کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ اس نسبت کی وجہ سے انہوں نے دعوت کی اور حضرت مولانا کو بھی بلایا۔ انہوں نے بڑے تکلف سے کام لیا تھا، سادہ اور پر نور فضاء تھی، اچھا خاصہ کتب خانہ بھی رکھتے ہیں اور باایں ہمہ علم و فضل خلیلہ (مشین سے سلائی) کا کام کرتے ہیں اور بہ مشکل گزراوقات ہوتا ہے، روسی انقلاب کے ستائے ہوئے بخاری اور ترکی مہاجرینہ منورہ کی رونق ہیں، علم و عرفان اور زہد و تقویٰ کی مجلسیں ان کے دم سے ہیں، شیخ کے ہاں کھانے میں حج کے بعض مسائل عراقات میں جمع بین الصلا تین (ظہر اور عصر) میں اقتداء اور ایام حج میں تمتع کی شرعی حیثیت پر عربی میں گفتگو رہی۔ مولانا نے اپنی تصنیف کردہ ایک کتاب بھی اللع الرحمانی کے نام سے دکھائی جس میں انہوں نے اپنے شیخ کے فتاویٰ جمع کئے ہیں۔

ماوراء النہر میں مسلمانوں کا زوال: مولانا نے کہا کہ صرف ہمارے شہر نمزکان میں ساڑھے تین سو مساجد

تھیں، سوائے ایک کے اب سب انقلاب روس کے بعد بند ہیں۔ انہوں نے ماوراء النہر اور اسلامی ریاستوں کے زوال کا

تفصیل سے ذکر کیا۔ بڑے خوش اخلاق متواضع بزرگ ہیں ان ہی بزرگوں میں شیخ محمود طرازی ان ہی میں سے ہیں جو صبح و شام مسجد نبوی میں درس دیتے ہیں اور ان لوگوں کے حلقہ درس کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ قرون اولیٰ کی ایک جماعت بیٹھی ہے۔ بعد از عصر بعض ضروریات خریدنے بازار گئے شام کے بعد حضرت والد ماجد اور احباب و اقارب کے خطوط ملے۔

مولانا شیر محمد سندھی کے ہاں حاضری: آج دوپہر سے قبل حضرت مولانا شیر محمد سندھی کے ہاں جانا ہوا۔ جو مدرسۃ الشریعہ کے دارالافتاء کے باب المبرکی والے حجرہ سے باہر ایک چٹائی پر فقیرانہ انداز میں بیٹھے تھے اور حج کے کسی ادنیٰ مسئلہ پر غور و فکر میں مگن تھے۔ مولانا نے دیکھ کر فرمایا کہ ”میری مثال اس بڑھیا کی طرح ہے کہ گھر کے کام کاج سے کچھ بھی فرمت ملے تو وہ چہرہ پر ادون کا تنے لگ جاتی ہے“ مولانا کا یہی مشغلہ ہے۔ ان کو خدا نے مناسک حج کے علم کی گھٹیاں سلجھانے کیلئے منتخب کیا ہے۔ میں نے مولانا کے ذاتی نسخہ زبدۃ المناسک سے اپنے نسخہ مطبوعہ کراچی کی تصحیح کی کہ اس میں بڑی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مولانا نے اپنے نسخہ میں جتنی اصلاحات اور اضافی نوٹ لکھے تھے، میں نے مولانا کی موجودگی میں قلمبند کئے بعد میں مولانا نے صفحہ ۶۹ سطر ۴ کے بارہ میں ایک طویل فٹ نوٹ جو آج کی نشست میں انہوں نے لکھا تھا صاف کرنے کے لئے دیا کہ اس کی دو کاپیاں بنا کر مجھے لا کر دے دو اور یہ اصل اپنے پاس رکھ لو جاتے وقت مولانا نے بڑی شفقت سے دعا فرمائی اور جب تک میں موجود رہا بڑی محبت سے نوازتے رہے۔

۲۳ مارچ ۱۱۱۲ھ بروز منگل: صبح مولانا شیر محمد سندھی کے فٹ نوٹ کی ایک نقل ان کے لئے تیار کی پھر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی صاحب کو ان کے صاف شدہ ملفوظات بغرض اصلاح سنائے۔ (مودودی صاحب سے متعلق ایک ملفوظ پر ہمارے سفر کے ساتھی مولانا زین العابدین صاحب پشاور سے رد و قدح ہوئی جو اس مجلس میں موجود تھے) مزید ملفوظات اپنے کمرے میں صاف کئے بعد از عصر بھی مولانا کے ملفوظات قلمبند کئے۔ اب بعد از عشاء یہ سطور لکھ رہا ہوں اور پھر سفر خیبر کے سلسلہ میں سیرۃ ابن حشام میں متعلقہ حصے مطالعہ کرنے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

۲۶ مارچ ۱۱۲ھ یقیناً بروز جمعرات:

۲۷ مارچ ۱۱۲ھ یقیناً بروز جمعہ:

علی رحلۃ خیبر کا تاریخی سفر: الحمد للہ آج ایک رحلۃ کے ساتھ خیبر کا ایک تاریخی سفر ملے ہے صبح بعد از نماز مطار مدینہ گئے جہاں قادری صاحب اور میرے راولپنڈی کے ایک دوست محمد دین صاحب سے ملاقات کرنی تھی۔ جو انتظار میں تھے مگر وہ نہ ملے ہم نے مدینہ کا ہوائی اڈہ دیکھا وہاں سے واپس ہو کر مولانا شیر محمد سندھی کو ان کے حوالہ کردہ مضمون کے دو نقل دیئے۔ پھر ٹیکسی لے کر جامعہ اسلامیہ گئے جہاں سے عربی ٹائم کے ۶ بجے جامعہ کی بس میں خیبر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ مدینہ سے شمال کی طرف ۱۶۳ کلومیٹر مسافت پر واقع ہے۔ رفقاء مولوی عبداللہ مولوی حسن جان مولوی عبدالرزاق سکندر اور جامعہ کے دیگر طلبہ ۲ بسوں کے برابر ساتھ تھے۔ شیخ ناصر الدین البانی اور دیگر اساتذہ موٹر کار میں

تھے، مولانا محمد ناظم ندوی ہمارے ساتھ بس میں رہنمائی کے لئے موجود تھے۔

مدینہ کا جبل ثور اور جبال بنی قریظہ: راستہ میں بس سے مولانا حسن جان نے جبل ثور دکھلایا جو جبل احد کے آخری سرے میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ حضور ﷺ نے فی روایت یہاں سے جبل عیر تک حرم مدینہ قرار دیا تھا (یہ مکہ مکرمہ کے غار ثور والے جبل ثور سے الگ پہاڑ ہے) مطار کی راہ میں کافی حد تک چلتے ہوئے سیاہ پہاڑ اور ٹیلے نظر آئے جو جبال بنی قریظہ کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ساتویں صدی میں یہاں بہت بڑی تاریخی آگ لگی تھی۔ مطار (انرپورٹ) کے مشرق میں وادی عقول ہے۔

صلصلہ میں رات: دشوار گزار پہاڑیوں اور خشک بے آب و گیاہ وادیوں سے گزر کر ۲ گھنٹے بعد ۹ بجے کے قریب صللصلہ نامی مقام پر رک گئے۔ سڑک کے دائیں طرف پانی کے ایک حلقہ اور ٹشکی کیساتھ پڑاؤ ڈالا۔ رفقاء جامعہ نے ایک ہال کی شکل میں سات عدد شامیانے نصب کئے اور گروپوں کے امراء پر تقسیم کئے، مولانا عبداللہ ہمارے شامیانہ نمبر ۲ کے امیر بنائے گئے، البانی صاحب نے ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھائی، خود ظہر کی بجائے عصر کی پڑھائی اور پھر ظہر کی نماز کی اقتداء بعد از صلوٰۃ عصر خود فضل دو گانہ سے کرائی، ہم دوساتھیوں نے ظہر اپنے وقت میں پڑھی، ان کیساتھ صرف عصر کی نماز پڑھی۔

شیخ البانی اور مسلک کی عملی تعلیم: البانی صاحب نماز سے قبل انضموا الی الصف الواحد ولو مہلاً تلقین کرتے رہے (کہ ایک ہی صف میں شامل ہو جاؤ، صف ایک میل کیوں نہ بنے) ایک صف بنوائی گئی۔ خود انحال (جو تے پہنے ہوئے) میں تھے، دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور بائیں طرف صرف السلام علیکم رات کو قراءت میں مالک کی بجائے ملک یوم الدین کہا، بعد از نماز عشاء سنت اور وتر سب نے ترک کئے، گویا اس رحلتہ میں کسی حد تک اپنے مسلک کی عملی تعبیر و تعلیم دی جاتی رہی۔ سفر کے اکثر اوقات شیخ البانی نے طلبہ کے ساتھ فقہی اور علمی مذاکرہ میں گزارے۔ نماز مغرب ہم رفقاء نے سڑک کے کنارے ایک سادہ سی مسجد میں پڑھی۔ اس کے بعد ایک قہوہ خانہ میں چائے پی، کسی کے فرائز سسٹر ریڈ سے تلاوت ہو رہی تھی، ماحول کی اثر انگیزی میں مزید اضافہ ہوا۔ رات کو شامیانوں کی حراست الگ الگ امراء نے کرائی۔ صبح بعد از نماز طلبہ کو کھیل کود کا موقعہ دیا گیا، جس میں نشانہ بازی بھی ہوئی۔ ۴ بجے ناشتہ کرایا گیا۔

وادی القرئی: وہاں سے صبح ساڑھے چار بجے خیبر روانہ ہوئے، راستہ میں وادی القرئی سے گزرے، دور دور تک خشک سنگلاخ وادی تھی، مگر وادی القرئی کا ارد گرد سرسبز و شاداب تھا، پانی بہہ رہا تھا۔

قلعہ قومس یا حصن مرحب: ۶ بجے خیبر پہونچے، اور حیطان و بساتین سے گزرتے ہوئے ایک اونچے قلعہ پر چڑھے جو قلعہ قومس کہلاتا ہے، اس قلعہ کے آثار اور بوسیدہ عمارت موجود ہے، اس قلعہ کے قیدیوں میں ام المؤمنین

حضرت صفیہ بھی شامل تھیں جو حضور اقدس ﷺ کے عقد میں آئیں۔ مشہور یہودی پہلوان سپہ سالار مرحب یہاں حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ جو یہود کے قلعوں کے مآثر میں سے ایک قلعہ ہے اور قلعہ مرحب کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ البانی، شیخ بناء اور شیخ ناظم ندوی کے ساتھ تمام شرکاء سفر قلعہ اور اسکے اطراف میں خوب گھومے پھرنے ہم نے قلعہ کی ایک اونچی عمارت سے خیبر کے ارد گرد کے نخلستان اور باغات کو دیکھا اس قلعے کے ارد گرد میلوں بھجور کے باغات تھے اس کے بعد نیچے اتر کر باغات میں بہتے ہوئے ایک چشمہ کے پانی سے وضو کیا پانی بہت ٹھنڈا تھا۔ قلعہ کے قریب پیچھے ایک مسجد تھی۔ جس میں ہم نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ مسجد بھجور کے تنوں سے مسقف تھی اور چالیس ستونوں پر کھڑی تھی۔ عمارت کچی، سادہ اور قرون اولیٰ کی یاد دلا رہی تھی۔ خلیف بے تکلف اور جرار تھے۔ دور دور کے قریٰ سے لوگ نماز جمعہ پڑھنے آئے تھے بعد از نماز شیخ البانی اور ایک دوسرے استاد نے تقریر کی بعد از جمعہ وہاں سے روانہ ہو کر گھنٹہ بھر میں مصلصلہ نامی جگہ واپس آئے وہاں دنبے کا گوشت اور عربی پلاؤ تیار تھا۔ سب نے کھایا اور بعد از عصر وہاں سے روانہ ہوئے اور الحمد للہ کہ عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھی شام کی نماز ان کے مسلک جمع حقیقی کی نذر ہوئی۔

۲۸ مارچ ۱۲ رذیلقعدہ بروز ہفتہ:

سعید صاحب گزشتہ رات جامعہ میں ٹھہر گئے تھے میں مسجد قبا گیا وہاں سے مسجد نبوی پہنچا۔ شیخ کیساتھ بقیع کا تفصیلی تعارفی دورہ: صبح حضرت مولانا عباسی مدنی کیساتھ جنت البقیع گیا۔ انہوں نے خود ہی مزارات مبارکہ پر فاتحہ پڑھوایا اور حضرت عثمان کے جانب قبلہ متصل احاطہ میں شیخ احمد سعید مجددی، شیخ عبدالغنی مجددی اور حضرت سید آدم بنوری وغیرہ مشائخ سلسلہ تصوف وحدیث کی قبور کی نشاندہی کرائی، نیز اپنے خادم جواد الحسین کے مزار اپنی والدہ، اہلیہ اور بچوں کے مزارات پر بھی حضرت نے فاتحہ پڑھوائی، ان کے خلیفہ شاہ علاؤ الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔

بقیع میں سب سے پرانوار مزار: مولانا نے فرمایا کہ میرا مسلک بھی بقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمان کے مزار پر فاتحہ پڑھتا ہے اور بقول شاہ احمد سعید مجددی بقیع میں سب سے زیادہ پرانوار مزار ان کا ہے اور یہ حضرت مجددی کشف فرماتے تھے پھر مولانا نے حضرت عثمان کے فضائل بیان کئے۔ بعد از واپسی مولانا کے ساتھ ناشتہ کیا، دوپہر کا کھانا بھی ان کے ساتھ کھایا۔

۲۹ مارچ اتوار ۱۳ رذیلقعدہ: صبح شیخ حامد نمکانی فرغانی کے ہاں ناشتہ میں شرکت کی۔ انکے ہاں المدخل لابن الحاج اور دیگر کتابیں دیکھیں اچھا خاصہ کتب خانہ شیخ نے جمع کر رکھا ہے۔ بڑے متواضع منسلک بزرگ ہیں۔

مولانا بدر عالم کی صحاح ستہ میں اجازت: کچھ دیر بعد وہاں سے حضرت مولانا بدر عالم مدظلہ کے ہاں گیا، انہوں نے میرے اصرار پر صحاح ستہ کی اجازت اور سند حافظہ دی اور فرمایا کہ اس حال میں میں قراءت وسامعت کے آداب و شرائط کا اہتمام نہیں کر سکتا۔ اس لئے بغیر کتاب پڑھے اجازت دیتا ہوں اور فرمایا کہ شرح نخبہ الفکر میں یہ بھی ایک

طریقہ ہے کہ محدث اس طریقہ سے پورے اہل بلدہ کو اجازت دے سکتا ہے۔
علامہ انور شاہ نے لیٹ کر کتاب کا مطالعہ نہیں کیا:

فرمایا میں ایک دفعہ لیٹے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نے آکر دیکھا تو فرمایا کہ میں نے کتاب کو اپنا تابع بنا کر کبھی نہیں پڑھا۔

۳۰ مارچ ۱۳۱۲ھ یقیناً:

صبح اذان سے قبل بارش شروع ہوئی اور کافی عرصہ تک رہی۔ گنبد خضراء کے میزبان پر لوگ پانی جمع کرتے رہے میں نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔

شیخ سید عمران ترکی کی دعوت:

دوپہر کے بعد صبح رہتا ایک اور بخاری ترکی شیخ سید عمران صاحب بخاری کے ایک پر تکلف دعوت میں شریک ہوئے، سید عمران صاحب بھی حضرت مولانا عبدالرحمن کاملپوری کے سہارنپور میں شاگرد رہ چکے ہیں۔ مولانا انعام کریم صاحب اور سارے احباب کو اکٹھا کیا گیا تھا۔ سید عمران صاحب مدرسۃ الشرعیۃ کے سکول کے استاذ اور حرم شریف کے خدام کے مراقب عام ہیں۔ مکان بڑا پر تکلف اور شاندار تھا۔

سید الکائنات کے والد گرامی کے مزار پر:

بعد عصر برادر ام عبداللہ صاحب کے ساتھ سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار دیکھا۔ وہاں کے دروازے کے پتھر پر یہ تحریر کندہ تھی جو بظاہر اشعار ہیں اور شاید ترکی فارسی کی مخلوط زبان ہے۔
قبر پاک والدشاہ رسلدر ہومقام فضل حق سلطان محمودک ہوخیر ہوتری
وصف اعمارندہ ہر توجوہری تاربخدر قبر پاکیزہ مقام والد ہیغمبر

۱۲۴۵

وہاں سے قدرے غریبہ میں ٹھہرے اور پھر سوق قماش سے ہوتے ہوئے حرم شریف حاضر ہوئے،
عشاء جامعہ گئے اور وہاں رات گزاری۔

یکم اپریل۔ منگل ۱۵ ذیقعدہ:

صبح جامعہ سے وادی عقیق ہو کر مسجد قبلین آئے، دو گانہ پڑھی اور پھر بذریعہ بس مساجد خمسہ آئے اور مسجد مسجد سلمان، مسجد ابو بکر میں دو گانہ رکعات پڑھے وہاں سے حرم شریف آئے والد ماجد اور دیگر احباب کو مخلوط لکھے۔
مولانا بنوری، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث کی آمد:

ظہر کے بعد حرم شریف میں مفتی محمود صاحب سے ملاقات ہوئی جو عصر کے دورہ سے آئے ہیں۔

بیت غلام محمد یا پاکستان ہاؤس:

بعد از عصر حرم کے قریب باب جبریل سے متصل سابق گورنر پاکستان ملک غلام محمد (۱) کے بنائے ہوئے مکان پاکستان ہاؤس گئے، جہاں مفتی صاحب اور دیگر حضرات ٹھہرے تھے وہاں مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا بنوری سے بھی ملاقات ہوئی یہ تینوں حضرات مصر کے مجمع الحجۃ الاسلامیہ کے دعوت پر مصر گئے تھے اور واپسی میں مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں۔ مصر کے دورہ اور وہاں کے حالات پر گفتگو رہی، پھر اکٹھے نیچے ایک ہوٹل میں آکر چائے پی لی، یہاں پہلی بار مولانا بنوری کے معارف السنن جلد اول کا نسخہ دیکھا جو ہماری روانگی کے بعد چھپ گیا تھا، ان شاء اللہ ان اکابر سے ملاقاتیں رہیں گی، یہاں ان کے رفیق مولانا تاج الاسلام صاحب مشرقی پاکستان سے بھی ملاقات ہوئی۔

دو اپریل۔ بدھ ۱۶/۱۲/۱۴۲۸ھ

والد ماجد مدظلہ کا مکتوب ملا۔ صبح مولانا بنوری کے ہاں بیت غلام محمد (پاکستان ہاؤس) گیا۔ حضرات ثلاثہ سے بات چیت رہی، پھر ان کے ساتھ مولانا عبدالغفور مدنی کے مکان پر آئے، بڑی پر لطف گفتگو رہی۔
مولانا بنوری کے اسفار حج کی روح پرور باتیں: مولانا بنوری مدظلہ نے مدینہ منورہ میں پہلی حاضری کے واقعات سنائے اور کہا کہ یہاں شیخ حمیدی سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ایک گلدھا گاڑی کا انتظام کیا ہر طرح سہولتوں سے آراستہ تھی، قالین نیکیے کھانے پینے کا سامان کر رکھا تھا اور ۱۳ دن تک مدینہ منورہ کے تمام مقدس مقامات اور آثار دیکھنے کا موقع ملا۔ پھر مولانا نے بڑے ترنگ میں آکر فرمایا کہ وکذلک محسباً لیوسف فی الارض۔ (آیت قرآنی میں حضرت یوسف کا زمین پر تمکنت کا ذکر ہے، مولانا نے اسی شراکت یوسف سے عجیب استشہاد کیا) اور فرمایا

(۱) گورنر ملک غلام محمد کی قبر یا مقام حیرت: پاکستان کے ایک سابق گورنر ملک غلام محمد کا بھی سکندر مرزا کی طرح پاکستان کی بربادیوں میں بڑا حصہ ہے اللہ کی شان کہ باہر کراہتوں کے انہیں قرب حرم نبوی میں مکان حاصل کرنے کا شوق ہوا، یہ مکان سعودی گورنمنٹ نے مسجد نبوی کے باب جبریل کے بالکل قریب مہیا کیا، جہاں اس وقت حضور اقدس کے اولین میزبان سیدنا ابوالیوب انصاری کا بھی مکان تھا (جواب توسیع کی نذر ہو گئے) ملک غلام محمد کو یہاں قیام نصیب نہ ہو سکا۔ مگر یہی گھر اس وقت پاکستان ہاؤس کہلایا۔ اللہ کی بے نیاز یوں کا نظیر اس طرح ہوا کہ ملک غلام محمد کو کراچی کے گورنرستان میں جگہ ملی جو جناح ہسپتال سے باہر شاہراہ فیصل پر واقع ہے اور یہ عبرتناک منظر مجھے بہت عرصہ قبل کراچی کے ایک سفر کے موقع پر صدیق حمیم مولانا مفتی تقی عثمانی نے دکھلایا کہ اس قبرستان کی چار دیواری میں اسی جگہ ایک ڈکاف پڑا جہاں ملک صاحب کا حرار تھا، اب راہ چلتے گزرتے لوگوں کو کبھی پیشاب کی ضرورت پڑے جاتی تو ہمارے چھوڑ پھونکے ہوئے مغربی لباس میں لمبوس راہ نور دوں کو یہ جانے بغیر کہ یہ کسی کے حرار کا سر ہاں ہے، کھڑے کھڑے پیشاب سے چھڑ

حاصل کرنا پڑا۔ یہ منظر ملاحظہ فرمایا، اولیٰ الابصار کا ایک جاگتا نمونہ ہے

کہ اسی طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ میرے لئے فیسی اسباب پیدا کر دیتا ہے (۱)۔ اس کے بعد مولانا عباسی مولانا بنوری اور مفتی محمود صاحب کے ساتھ خواجہ صادق مجددی کے ہاں ان سے تعزیت کرنے گئے، جن کا جوان سال بیٹا کامل میں شہید کر دیا گیا تھا اور میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا تاج الاسلام کے ساتھ مولانا بادر عالم کے ہاں گیا، وفد نے مصر کے کوائف اور حالات پر روشنی ڈالی اور پھر ایک حدیث ابن مسعود معوذتین میں لفظ قل کی تلاوت پر گفتگو رہی۔

اپنی پستی اور مولانا بادر عالم کا آخری جملہ: مولانا نے علماء کی استعداد اور صلاحیت کو بڑھانے اور

جدید مسائل پر سیرج بورڈ سے تحقیق کرانے کی ضرورت پر زور دیا رخصت ہونے لگے تو ان کا آخری جملہ مجھ سے یہ تھا کہ (وانتم فی المعراج) اپنی پستی کو دیکھ کر اس جملہ پر پانی پانی ہو گیا اور کافی سوچ بچار کے باوجود اپنے بارے میں اس جملہ کی حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ بعد از عمر حضرت عباسی کے ہاں مراقبہ وار شاد سے مستفید ہوا۔

۰۳ مارچ۔ جمعرات ۱۷ ذیقعدہ: صبح ۳ بجے مولانا بنوری اور مفتی محمود صاحب کے ہاں گیا۔

فتن مدینہ اور اہل مدینہ کی ایمانی پیشگی: بنوری مولانا حدیث ان الاسلام لیا رزالی المدنیہ کما

تارز الحبیۃ الی حُجروہا پر گفتگو کر رہے تھے اور مدینہ میں فتن اور نئے دور کشفیات پر بات رہی اور فرمایا کہ حضور نے مدینہ میں فتن تھالیہ (پے درپے فتنوں کی یلغار) کے نزول اور درد کی پیشگوئی کی تھی پھر بھی اس کے باوجود یہاں کے لوگ ایمان کے سخت ترین رشتے اور رسی سے مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں اور جگہوں (مقامات) میں معمولی رکاوٹ سے یہ رشتہ کچے دھاگے کی طرح کٹ جاتا ہے، پھر یہاں جناب منظور حسین صاحب، مہاجر مدنی تشریف لائے، کافی دیر تک مدینہ کے انوار و برکات کا ذکر ہوتا رہا۔ پھر مولانا حامد میاں بھی تشریف لائے اور تصوف کے موضوع پر ان حضرات کی باتیں نماز تک جاری رہیں۔ اس مجلس میں مولانا خدابخش ملتانی (بانی مدرسہ قاسم العلوم ملتان) کی بھی زیارت ہوئی۔

(۱) اس سفری ڈائری میں ابتداء سے مولانا بنوری کی شفقتوں اور صحبتوں کا ذکر چلا آ رہا ہے مجھے اس پہلے سفر کے چار پانچ سال بعد مارچ ۱۹۶۹ء میں دوسرے سفر ج کما موقعہ تو اس سفر کا آغاز ہی مولانا مرحوم کی معیت میں ان کے مکان سے ہوا، اور یہیں سے احرام باندھا حضرت اقدس کے وصال کے بعد ماہنامہ ”پینات“ کے حکم پر مجھے حضرت کے بارہ میں جو تاثرات لکھنے پڑے اس میں میں نے ان ہی اسفار کے بارہ میں اپنے احساسات ظاہر کئے جو بیانات کراچی نے مولانا کے بارہ میں شمارہ خاص محرم تاریخ الاول ۱۳۹۸ھ جنوری ’فروری ۱۹۷۸ء میں سفر ج کی چند یادیں کے نام سے شائع ہوئے۔ مناسب یہ ہے کہ اس کا پورا اقتباس یہاں دے دیا جائے کہ دیا رحیب علیہ السلام اور حرمین سے ہی اس کا تعلق ہے۔

((اس سفر ج میں ابتداء سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت بنوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے شفقتوں اور عنایتوں سے نوازا، کراچی میں دیر انکری وغیرہ تمام مسائل میں حضرت نے دودھ تو جہات فرمائیں کہ اب سوچتا ہوں کہ اگر حضرت کی عنایتیں نہ ہوتیں تو شاید ہم اس عبادت سے بہرہ ور نہ ہوتے۔ ہم لوگ رمضان میں براستہ اظہر اور اربابش، مدینہ منورہ ہو گئے، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعد از ظہر آج پھر باران رحمت کا نزول ہوا۔ نماز عصر کو جاتے ہوئے حضرت مولانا عباسی نے مسجد نبوی کے باب عمر پر یہاں کے مشہور قاری ابراہیم صاحب بخاری سے ملایا اور بڑے زوردار الفاظ سے میرا تعارف کرایا۔ قاری ابراہیم خٹمی اور چینی ہیں اس سے پہلے مدرسۃ الشرعیہ میں پڑھاتے تھے بعد از عصر حرم شریف میں حضرت قاری محمد طیب صاحب سے ملاقات ہوئی، مختصر گفتگو رہی اور کسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش کا ذکر کیا۔ علامہ شیخ محمود طرازی سے ان کے مکان پر مولانا حامد فرغانی کی معیت میں تفصیلی ملاقات رہی۔

(گزشتہ سے پیوستہ) حضرت بنوری قاہرہ کے مجمع البحوث الاسلامیہ کی پہلی دعوت پر مصر تشریف لے گئے اور یکم اپریل ۱۹۶۴ء کو واپسی میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا تاج الاسلام (مشرقی پاکستان) ان کے ہمراہ تھے یہ وفد مسجد نبوی کے قریب پاکستان ہاؤس میں مقیم ہوا۔ جو اس وقت غلام محمد ہاؤس کہلاتا تھا، ہم لوگ خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا بنوری اور حضرت مفتی صاحب نے سفر قاہرہ کے حالات سنائے۔ ”معارف السنن“ کی جلد اول کا نسخہ ہماری روانگی کے بعد چھپ گیا تھا اور پہلی بار یہاں مولانا بنوری کے ہاں دیکھا۔ حضرت بنوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے مدینہ منورہ میں اپنی پہلی حاضری اور بے سرو سامانی کے باوجود وہاں کے شیخ حمیدی سے ملاقات اور ان کے الطاف و عنایات کا ذکر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے غیب سے کس کس طرح مدد فرمائی۔ فرمایا کہ شیخ حمیدی کے ساتھ نہایت آرام و راحت اور آراستہ و پیراستہ سواری میں بیٹھ کر پہلی حاضری مدینہ طیبہ کے دوران تیرہ چودہ دن تک میں نے مدینہ طیبہ کے آثار مبارکہ کی تفصیلی سیاحت کی اپنے طویل اسفار کے دوران قدرت کے ایسے ہی غیبی دستگیر یوں کو بیان کر کر کے حضرت بنوری فرمایا کرتے تھے۔ و کذلک مکنا لیوسف فی الارض اس سفر میں حضرت کی معیت آخر تک نصیب رہی یہاں تک کہ میدان عرفات میں وقوف کی سعادت بھی انکے ساتھ نصیب ہوئی ان سب حضرات کے معلم سید کی مرزوقی تھے جو ہمارے بھی معلم تھے میدان عرفات میں ان حضرات کا بڑے علاوہ امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی بھی اسی معلم کے خیومن میں فروکش تھے اور میدان سعادت میں ایسا قرآن السعداء سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا تھا اب وہ دن اور وہ منظر خواب سا لگتا ہے۔

خزاں رسید و گلستان ہاں جمال نماںد

نشان دلہ این باغ از کہے پری

اپنی حرماں نصیبی اور تہی و تنہی زیادہ تھی اتنا ہی قدرت نے فیاضی کے ساتھ ایسے مواقع غنیمت سے نوازیں۔

میرا دوسرا سفر حج: اپنے دوسرے سفر حج کے دوران تو حضرت بنوری کی رفاقت ابتداء ہی سے نصیب ہوگئی۔ غالباً ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو ہم نے حضرت بنوری کے ساتھ ان کی قیام گاہ کراچی سے احرام باندھا۔ تبلیہ احرام اور دعاؤں میں شریک ہوئے دس گیارہ بجے دن کو جہاز نے کراچی سے پرواز کی ابھی جہاز کراچی شہر پر چکر لگا رہا تھا کہ اناؤنسر نے قطار رہنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ چند منٹ میں فی خرابی کی وجہ سے دوبارہ کراچی انٹرپورٹ پر اتریں گے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے اس لئے تمام عازم حج میں جو سب احرام میں تھے نہایت پریشانی اور سرایتگی دوڑ گئی۔ یہ پریشانی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی کہ جہاز کراچی کے سمندر پر چکر لگاتا رہا چند منٹ تقریباً (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوست) آدھ گھنٹہ میں بدل گئے، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اتنے بھاری جہاز میں جدہ تک چلنے کیلئے جتنا ایندھن ڈالا گیا ہے اتنے وزن کیساتھ جہاز کا اتنا مشکل ہے اور اب جہاز اپنا وزن کم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، بہر حال حضرت بخاریؒ پر مکمل اطمینان اور سکون چھایا ہوا تھا، میں ان کا ہم نشین تھا۔ مجھے بھی تسلی دیتے رہے اور کہا کہ گھبراہٹیں نہیں سورۃ قریش کا ورد کرتے رہیں سکون خاطر ہوگا۔

بہر حال جہاز اللہ کے فضل سے بحیرت واپس اتر گیا، ہم لوگ اب پی آئی اے کے مہمان تھے جس کی انتظامیہ حضرت بخاریؒ سمیت ہم تمام حجاج کو جو ایک سو بہتر کے لگ بھگ تھے اتر پورٹ کے قریب جدید طرز کے ہوٹل مڈوے ہاؤس لے گئی۔ دوپہر کے کھانے کے انتظام میں ابھی وقت لگ رہا تھا، مڈوے ہاؤس کا وہ خوبصورت ہال جو اس سے قبل رقص و سرور کی ظلمتوں میں ڈوبا ہوا تھا، اس ہال کے ڈائس پر حضرت بخاریؒ تشریف فرما تھے اور لاڈ ڈیپیکر سے منامک حج اور اس راہ کی نزاکتوں اور ذمہ داریوں پر خطاب شروع فرمایا، یہ ہال اب لبیک للعزم لبیک کی پرکھ مداؤں سے گونجنے لگا۔ شام کو دوسرے جہاز پر ہم لوگ روانہ کر دیے گئے سفر کے دوران بھی حضرت بخاریؒ نے جہاز کے مائیک پر کچھ دیر کیلئے خطاب فرمایا۔ رات کو کسی وقت جدہ پہنچنے کے بعد حضرت بخاریؒ کے ساتھ مونڈیکسی لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور غالباً دو تین بجے رات ہم حضرت بخاریؒ قدس اللہ سرہ کے ساتھ طواف سعی سے فارغ ہوئے۔ اس سفر کا ایک عجیب و غریب واقعہ مجھے نہیں بھولتا جو مولانا بخاریؒ قدس سرہ کا حضرت حق جل مجدہ سے خاص تعلق کا مظہر ہے اور ناز کا ایک ایسا انداز ہے جس کا مظاہرہ محبت و عشق کے تمام مراحل طے کر کے مقام محبوبیت پر فائز ہونے والے خوش قسمت بندے ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کیلئے حرمین الشریفین کا راستہ غیب سے کھول دیا تھا، عموماً آپ ہر سال حج اور رمضان شریف میں عمرہ اور مسجد نبوی کے احکاف کی سعادت حاصل کرتے۔ آخر وقت تک کوئی پروگرام متعین نہ ہوتا، مگر یہ عادی وصال قریب ہوتے ہی آپ کا آتھیں جذبہ شوق وصل ایسا بھڑک اٹھتا کہ حالات اجازت نہ بھی دیتے، مگر آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر آستانہ یار پر جنیں نیاز غم کرنے پہنچ جاتے۔ آخری سالوں پر ضعف و ناتوانی بڑھ گئی تھی اور گھٹنوں میں شدید درد کی وجہ سے چلنا پھرنا اور کسی اونچے مکان یا زینے پر چڑھنا بہت مشکل ہوتا، ادھر موسم حج میں ہر سال حجاج کے اڈا ہام میں بے حد اضافہ ہوتا رہا، اسی سفر میں نماز عصر سے قبل میں نے حرم کے قریب مولانا کے مستقر پر حاضری دی، آپ خوقیر کے مکان پر ٹھہرے تھے وہاں سے نماز عصر کیلئے چل پڑے، مولانا بڑی مشکل سے اڈا ہام میں راستہ نکالتے ہوئے چلتے رہے، حرم شریف پہنچے تو جماعت تیار تھی اور ہمیں حرم سے باہر سڑکوں پر صفوں میں جگہ ملی، نماز کے بعد گھٹنوں کے درد سے غڑھال ہانپتے کانپتے حرم شریف میں داخل ہوئے، گھٹنوں اور جوڑوں کے درد و حجاج کی دھکم پیل، اونچے نیچے چھوٹا ہونے پر چڑھنا، اترنا، مولانا کیلئے اب موسم حج کی یہ تکالیف ناقابل برداشت تھیں، یہ حالات تھے کہ ہم اندر حرم شریف میں داخل ہوئے، مولانا پر عجیب حالت جذب طاری ہو گئی۔ اور شان درہائی سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر مجھے کہا کہ آپ بھی آمین کہیں۔ فرمایا: ”یا اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے تیرے اس گھر سے کیا تعلق ہے؟ مگر اب میں بالکل عاجز اور بے بس ہو گیا ہوں، میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں، اب حج پر آنا میرے بس کی بات نہیں، آئندہ مجھے حج پر نہ لایئے دوسرے موقعوں پر حاضری دیا کروں گا۔“ وہاں سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ تم نے آمین کبھی تھی؟ میں نے کہا کہ بالکل نہیں، آپ کی دعا ہر گز قبول نہیں ہوگی، آپ کو کبھی کبھار ہلا لایا جائیگا۔